بسم اللہ الرحمن الرحیم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (الحدیث)

عشق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

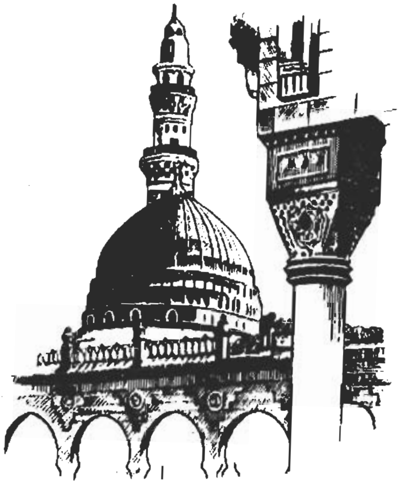

انگریز کا پرفتن دور تھا۔ ہر طرف کفر و الحاد کے طوفانوں کا زور تھا۔ مسلمان غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ حریت پسند زندانوں میں پکڑے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے دلوں سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نکالا جا رہا تھا اور کفر کا اندھیرا ڈالا جا رہا تھا۔ قرآن مجید کے نسخے جلائے جا رہے تھے' اسلامی تہذیب و تمدن کے نشانات مٹائے جا رہے تھے اور یہود و نصاریٰ کے اطوار پھیلائے جا رہے تھے۔ ملت اسلامیہ ایک سخت امتحان سے دو چار تھی اور مارے غم کے اشکبار تھی۔ ابھی ان پر آشوب حالات کی سنگینیاں جاری تھیں اور فسق و فجور کی تاریکیوں کی فضا طاری تھی کہ ان جاں گسل لمحات میں فرنگی نے مسلمانوں کے شکستہ بدن سے روح اسلام نکالنے کے لئے جھوٹی نبوت کا خنجر گھونپ دیا اور اپنی جعلی نبوت کا کاروبار ایک ننگ دین و ننگ ملت' مرزا قادیانی کو سونپ دیا۔ تاج و تخت ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے دیکھ کر غیرت ایمانی سے مسلمانوں کے دل پھڑک اٹھے اور حرارت عشق رسولؐ سے جذبات شوق شہادت بھڑک اٹھے۔ وہ کفن بدوش ہو کر نکلے اور تاج و تخت ختم نبوت کے پاسبان بن گئے' ناموس رسالتؐ کے نگہبان بن گئے۔ مکار انگریز' اس کی جھوٹی نبوت اور جھوٹے نبی کے لئے تباہی کا سامان بن گئے۔ نبیؐ کے پروانے نبیؐ کی حرمت کے لئے خون میں نہا گئے اور جام شہادت نوش کر کے حیات جاوداں پا گئے۔ جھوٹی نبوت کے موجد انگریز نے ۱۹۴۷ء میں سرزمین ہندوستان سے انتقال کیا لیکن بانی پاکستان محمد علی جناحؒ کی وفات کے بعد گورے انگریز کے جانشین کالے انگریزوں نے کاروبار حکومت سنبھال لیا۔ انہوں نے پاکستان میں قادیانیت کو نئی بنیادوں پر استوار کیا اور قادیانیوں کے مشن ارتداد کو چلانے کے لئے راستہ ہموار کیا' انہیں کلیدی عہدوں پر بٹھایا گیا اور مجاہدین ختم نبوت کو خون کے آنسو رلایا گیا۔ آج بھی

غلامان محمدؐ کو تکلیفیں دے دے کر ستایا جا رہا ہے لیکن قادیانیت کو بچایا جا رہا ہے۔ آج بھی قادیانیوں کے لئے حکومت کی مہربانیاں ہیں لیکن پاسبانان ختم نبوت کے لئے قہرمانیاں ہیں۔ منکرین ختم نبوت کے لئے وفائیں ہیں اور محبان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جفائیں ہیں۔ حالات کی ان سختیوں اور چیرہ دستیوں کے باوجود مجاہدین ختم نبوت کی فوج باغیان ختم نبوت سے ہر محاذ پر جہاد کر رہی ہے اور قادیانیت کے صنم کدوں کو برباد کر رہی ہے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کا یہ اعلان ہے کہ اب دجل و فریب کے ریشمی دھاگوں سے بنی ہوئی قادیانیت کی قبا کو چاک کیا جائے گا اور پوری دنیا کو قادیانیت کی غلاظت سے پاک کیا جائے گا۔ جن خوش قسمت انسانوں نے اس مقدس مشن کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں یا جان دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں نچھاور کر دیں' ان کی محبت و وفا کے حسین واقعات آج بھی عشق رسالت کے آسمان پر ستاروں کی صورت میں چمک رہے ہیں۔ آپ بھی تخیل میں گنبد خضراء کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ کر دل میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سجا کر چشمان عشق سے عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ایمان پرور واقعات کو جھوم جھوم کر پڑھئے اور پھر سوچئے کہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کی کیا ذمہ داری ہے؟

سرور کائناتؐ کا پیر مہر علی شاہ گولڑوی ؒ کو حکم..... حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے فرمایا کہ "حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خواب میں حکم فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی غلط تاویل کی قینچی سے میری احادیث کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو" (ملفوظات طیبہ ۱۲۶۔۱۲۷)

چنانچہ پیر مہر علی شاہؒ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے میدان میں نکل آئے اور مسلمانوں کو اس فتنہ کی شرانگیزیوں سے آگاہ کیا۔ آپ کی اس فتنہ کے خلاف دن رات کوششوں سے بدحواس ہو کر قادیانی جماعت کے ایک وفد نے حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ مرزا قادیانی سے مباہلہ کر لیں۔ ایک اندھے اور ایک لنگڑے کے حق میں آپ دعا کریں۔ دوسرے اندھے اور لنگڑے کے حق میں مرزا قادیانی دعا کرے جس کی دعا سے اندھا اور لنگڑا ٹھیک ہو جائیں' وہ سچا ہے۔ اس طرح حق و باطل کا فیصلہ

ہو جائے گا۔ سید پیر مہر علی شاہؒ نے جواب دیا کہ یہ بھی منظور ہے اور جاؤ' مرزا قادیانی سے یہ بھی کہہ دو' اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آجاؤ۔ مہر علی شاہؒ مردے زندہ کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔ سچ ہے کہ جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرتا ہے' اس کی پشت پر نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا ہاتھ ہوتا ہے۔ قادیانی وفد یہ جواب پاکر واپس چلا گیا اور کچھ پتہ نہ چلا کہ مرزا قادیانی اور ان کے حواری کہاں ہیں"۔ (تحریک ختم نبوت از آغا شورش کاشمیریؒ)

باطل کو چیلنج..... حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ گولڑوی نے مرزا قادیانی کو چیلنج کرتے ہوئے کہا..... "حسب وعدہ شاہی مسجد میں آؤ' ہم دونوں اس کے مینار پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں۔ جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا' جو کاذب ہوگا مرجائے گا۔ مرزا قادیانی نے جواب میں اس طرح چپ سادھی' گویا دنیا ہی سے رخصت ہوگیا ہے"۔ (تحریک ختم نبوت ص ۵۲' آغا شورش کاشمیریؒ)

دربار رسالتؐ سے فرمان..... حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ صوبہ بہار سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا زیادہ وقت وظائف' عبادات' مجاہدات میں گزرتا تھا۔ انہوں نے متعدد بار ذکر کیا کہ میں عالم رویاء میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں پیش ہوا۔ نہایت ادب و احترام سے صلوۃ و سلام عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا..... "محمد علی تم وظیفے پڑھنے میں مشغول ہو اور قادیانی میری ختم نبوت کو تخریب کررہے ہیں۔ تم ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کی تردید کرو"۔ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ فرمایا کرتے تھے۔ اس مبارک خواب کے بعد نماز فرض' تہجد اور درود شریف کے علاوہ تمام وظائف ترک کردیئے' دن رات ختم نبوت کے کام میں منہمک ہوگیا"۔ (روئیداد مجلس ص ۱۴' ۱۹۸۲)

اس دوران یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ مراقبہ میں مولانا کو یہ القاء ہوا کہ گمراہی (قادیانیت) تیرے سامنے پھیل رہی ہے اور تو ساکت ہے اگر قیامت کے دن باز پرس ہوئی تو کیا جواب دے گا۔ (سیرت مولانا محمد علی مونگیریؒ ص ۲۹۷)

پیغام سوچ..... حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے ایک بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا..... "ہم سے تو گلی کا کتا ہی اچھا ہے' ہم اس سے بھی گئے گزرے

ہیں، وہ اپنی گلی و محلے کا حق نمک ادا کرتا ہے۔ ہمارے ہوتے ہوئے لوگ ناموس رسالتؐ پر حملہ کرتے ہیں اور ہم حق غلامی و امتی ادا نہیں کرتے۔ اگر ہم ناموس پیغمبرؐ کا تحفظ کریں گے تو قیامت کے دن شفاعت کے مستحق ٹھہریں گے۔ تحفظ نہ کیا یا نہ کرسکے تو ہم مجرم ہوں گے اور کتے سے بھی بدتر"۔ (کمالات انوریؒ)

عزت رسول صلی اللہ علیہ وسلم..... خطیب ختم نبوت صاحب زادہ فیض الحسن شاہؒ نے ملت اسلامیہ کی سوئی ہوئی غیرت کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا..... "جو جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت نہیں کرسکتا وہ اپنی ماں بہن کی عزت کی بھی حفاظت نہیں کرسکتا"۔

عظیم انعام..... سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ قادیانیت کے لئے درہ عمر فاروقؓ تھے۔ ساری زندگی مرزا قادیانی کی جعلی نبوت کے تعاقب میں صرف کردی۔ قادیان و ربوہ میں جھوٹی نبوت کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کردیا۔ ان کا ایمان پرور واقعہ جھوم جھوم کر پڑھیے۔

حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے فرمایا کہ حضرت مولانا رسول خانؒ نے جو بہت بڑے محدث تھے، فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہؓ میں تشریف فرما ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (ایک سنہری طشت میں آسمان سے) ایک دستار مبارک لائی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب صدیق اکبرؓ کو حکم دیا کہ اٹھو اور میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ کے سر پر باندھ دو۔ میں اس سے خوش ہوں کہ اس نے میری ختم نبوت کے لئے بہت سارا کام کیا ہے۔ (تقاریر مجاہد ملتؒ ص ۷)

قبر سے خوشبو..... مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ ختم نبوت کے شیدائی و فدائی تھے۔ حیات مستعار کی ساری بہاریں تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کردیں۔ سرائیکی زبان کے بہترین خطیب تھے۔ اس مجاہد ختم نبوت کا جنازہ بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر سے اٹھا۔ تدفین کے بعد آپ کی قبر سے تین روز تک خوشبو آتی رہی۔

ایسے جذبے کو سلام..... حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ نے محاذ ختم نبوت پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی ذات قادیانیوں کی شہ رگ پر نشتر تھی۔ جب مرزا قادیانی کا نام نہاد خلیفہ نور الدین نارووال ضلع سیالکوٹ میں وارد ہوا اور قادیانیت

کی تبلیغ شروع کر دی۔ آپ اس وقت صاحب فراش تھے۔ چارپائی سے اٹھا نہیں جاتا تھا لیکن عاشق رسولؐ کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ نور الدین دندناتا پھرے اور میں یہاں لیٹا رہوں۔ فوراً حکم دیا کہ میری چارپائی اٹھا کا نارووال لے چلو' آپ نے وہاں پہنچ کر نور الدین اور اس کے باطل مذہب کی ایسی مرمت کی کہ نور الدین وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔

ایک عاشق رسولؐ کا جواب..... مولانا ظفر علی خان نے جب عوامی جلسوں میں قادیانیت کے بخیے ادھیڑنے شروع کیے اور مرزا قادیانی کا ریمانڈ لینا شروع کیا تو انگریزی قانون اپنے خود کاشتہ پودے کی حفاظت کے لئے حرکت میں آگیا۔ مولانا اور ان کے ساتھیوں کو ڈرانے دھمکانے کی کوششیں کی گئیں اور پھر ان سے نیک چلنی کی ضمانت طلب کی گئی۔ جھوٹی نبوت کے خالق فرنگی کو عاشق رسولؐ ظفر علی خاں نے جو باغیرت جواب دیا اسے پڑھ کر آج بھی گلشن ایمان میں بہار آجاتی ہے' آپ نے فرمایا..... "جہاں تک مرزا غلام احمد کا تعلق ہے' ہم اس کو ایک بار نہیں ہزارہا بار دجال کہیں گے اس نے حضورؐ کی ختم المرسلینی میں اپنی نبوت کا ناپاک پیوند جوڑ کر ناموس رسالتؐ پر کھلم کھلا حملہ کیا ہے۔ اپنے اس عقیدہ سے میں ایک منٹ کے کروڑویں حصہ کے لئے بھی دست کش ہونے کو تیار نہیں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال تھا۔ دجال تھا۔ دجال تھا۔ میں اس سلسلہ میں قانون انگریزی کا پابند نہیں' میں قانون محمدیؐ کا پابند ہوں" (تحریک ختم نبوت ص ۶۸ از شورش کاشمیری")

حق گوئی و بیباکی..... نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے ہوئے دیکھ کر مولانا احمد رضا خان بریلوی" تڑپ اٹھے اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے زہر سے بچانے کے لئے انگریز کے ظلم و بربریت کے دور میں علم حق بلند کرتے ہوئے اور شمع جرات جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل فتوئ دیا۔ جس کا حرف حرف قادیانیت کے سومنات کے لئے گرز محمود غزنوی" ہے۔ قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بنا پر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی" نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتوئ دیا کہ "قادیانی مرتد' منافق ہیں' مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے' اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا

یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے' اس کا ذبیح محض نجس' مردار اور حرام قطعی ہے' مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔" (احکام شریعت ص ۱۱۲' ۲۲' ۱۷۷' اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ)

مزید فرمایا کہ "اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے ان سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام' مرجائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام' اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام' اس کی قبر پر جانا حرام"۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۵۱ جلد ۶۔ مولانا احمد رضا خان بریلویؒ)

ختم نبوت کانفرنس ربوہ..... طارق محمود صاحب خانیوال کے ایک زاہد و متقی نوجوان ہیں۔ انہوں نے ختم نبوت کانفرنس ربوہ میں اپنا خوش قسمت واقعہ بیان کیا..... "میں نے خواب میں دیکھا کہ مسلم کالونی ربوہ کی عظیم الشان مسجد کے باہر لوگوں کا کیف و مستی میں ڈوبا ہوا ایک بہت بڑا اجتماع ہے اور کسی کا منتظر ہے۔ میں نے لپک کر کسی سے پوچھا' کون آ رہا ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ دریائے چناب کی جانب سے جناب خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کے پنڈال کی طرف تشریف لا رہے ہیں' میں پوری قوت سے اس جانب بھاگا' دیکھا تو آقا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے سلام کی سعادت حاصل کی' عرض کیا' آقا کدھر کا ارادہ ہے؟ فرمایا میرے کچھ غلاموں نے میری عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے کانفرنس کا اہتمام کیا ہے۔ میں بھی شرکت کے لئے آیا ہوں"۔

خواجہ قمرالدین سیالویؒ کی للکار..... تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں برکت علی اسلامیہ ہال میں بلائے گئے تمام مکاتب فکر کے کنونشن میں پیکر جرات و غیرت قمرالملت خواجہ قمر الدین سیالویؒ نے انتہائی جذباتی انداز میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا..... "قادیانیوں کا مسئلہ باتوں سے حل نہیں ہو گا' آپ مجھے حکم دیں' میں قادیانیوں سے نپٹ لوں گا اور چند روز میں ربوہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں گا" (تعارف علماء اہل سنت' مولانا محمد صدیق ہزاروی)

مظفر علی شمسی صاحب روایت کرتے ہیں کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک عورت اپنے بیٹے کی برات لے کر دہلی دروازہ کی جانب آ رہی تھی۔ سامنے سے تڑ تڑ کی

آواز آئی، معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لئے لوگ سینہ تانے بٹن کھول کر گولیاں کھا رہے ہیں تو برات کو معذرت کر کے رخصت کر دیا۔ بیٹے کو بلا کر کہا کہ بیٹا آج کے دن کے لئے میں نے تمہیں جنا تھا۔ جاؤ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان ہو کر دودھ بخشوا جاؤ۔ میں تمہاری شادی اس دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں کروں گی اور تمہاری برات میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدعو کروں گی۔ جاؤ پروانہ وار شہید ہو جاؤ تاکہ میں فخر کر سکوں کہ میں بھی شہید کی ماں ہوں۔ بیٹا ایسا سعادت مند تھا کہ تحریک میں ماں کے حکم پر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے شہید ہو گیا۔ جب لاش اٹھائی گئی تو گولی کا کوئی نشان پشت پر نہ تھا۔ سب سینہ پر گولیاں کھائیں۔ رحمتہ اللہ رحمتہ واسعتہ۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک طالب علم ہاتھ میں کتابیں لئے کالج جا رہا تھا۔ سامنے تحریک کے لوگوں پر گولیاں چل رہی تھیں۔ کتابیں رکھ کر جلوس کی طرف بڑھا کسی نے پوچھا یہ کیا۔ جواب میں کہا کہ آج تک پڑھتا رہا ہوں۔ آج عمل کرنے جا رہا ہوں۔ جاتے ہی ران پر گولی لگی' گر گیا' پولیس والے نے آکر اٹھایا تو شیر کی طرح گرجدار آواز میں کہا گولی ران پر کیوں ماری ہے۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو دل میں ہے یہاں دل پر گولی مارو تاکہ قلب و جگر کو سکون ملے۔ اسی تحریک ختم نبوت میں ایک مسلمان دیوانہ وار ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لاہور کی سڑکوں پر لگا رہا تھا۔ پولیس والے نے پکڑ کر تھپڑ مارا۔ اس پر اس نے پھر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ پولیس والے نے بندوق کا بٹ مارا اس نے پھر نعرہ لگایا۔ وہ مارتے رہے۔ یہ نعرہ لگاتا رہا۔ اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالا یہ زخموں سے چور چور پھر بھی ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتا رہا۔ اسے گاڑی سے اتارا گیا تو بھی وہ نعرہ لگاتا رہا۔ اسے فوجی عدالت میں لایا گیا۔ اس نے عدالت میں آتے ہی ختم نبوت کا نعرہ لگایا۔ فوجی نے کہا ایک سال سزا' اس نے سال کی سزا سن کر پھر ختم نبوت کا نعرہ لگایا اس نے سزا دو سال کر دی' اس نے پھر نعرہ لگایا' غرض کہ فوجی سزا بڑھاتا رہا اور یہ مسلمان نعرہ ختم نبوت بلند کرتا رہا۔ فوجی عدالت جب بیس سال پر پہنچی تو دیکھا کہ بیس سال کی سزا سن کر یہ پھر بھی نعرے سے باز نہیں آرہا تو فوجی عدالت نے کہا باہر لے جا کر گولی مار دو' اس نے گولی کا نام سن کر دیوانہ وار رقص شروع

کر دیا اور ساتھ ہی ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف ترانہ سے ایمان پرور وجد آفریں کیفیت طاری کردی۔ یہ حالت دیکھ کر عدالت نے کہا کہ رہا کردو' یہ دیوانہ ہے' اس نے رہائی کا حکم سن کر نعرہ لگایا' ختم نبوت زندہ باد۔

(قارئین کرام! میں لکھتے ہوئے نعرہ لگاتا ہوں اور آپ پڑھتے ہوئے نعرہ لگائیں)

ختم نبوت زندہ باد

آغا شورش کاشمیریؒ نے فرمایا..... ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس نے خود راقم سے بیان کیا تھا کہ ہر روز مظاہروں کو سمیٹنے کے لئے تشدد کی نیو اٹھا کر تحریک کو ختم کیا گیا۔ چنانچہ حکام نے اپنے سفید پوش اہلکاروں کی معرفت پولیس پر پتھراؤ کرایا۔ اس طرح فائرنگ کی بنیاد رکھی۔ بعض منچلے قادیانی اپنی جیپوں میں سوار ہو کر مسلمانوں پر گولیاں داغتے اور انہیں شہید کرتے رہے۔ راقم نے لاہور میں چینیز لنچ ہوم مال روڈ پر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ۱۵ سے ۲۰ سال کی عمر کے نوجوانوں کا ایک مختصر سا جلوس کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جا رہا تھا۔ وہ ایک بے ضمیر سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی ملک حبیب اللہ کے حکم پر کسی وارننگ کے بغیر فائرنگ کا ہدف بنا۔ آٹھ' دس نوجوان شہید ہو گئے۔ ان کی لاشوں کو ملک صاحب نے اپنے ماتحتوں سے ٹرکوں میں اس طرح پھنکوایا جس طرح جانور شکار کئے جاتے ہیں۔ یہ نظارہ انتہائی دردناک تھا۔ لاہور چھاؤنی میں ایک قادیانی افسر نے گولیوں کی بوچھاڑ کی لیکن گولی کھانے والوں نے انتہائی استقامت اور کردار کی پختگی کا ثبوت دیا۔ ایک نوجوان ملٹری ہسپتال میں زخموں سے چور چور بیہوش پڑا تھا۔ جب اسے قدرے ہوش آیا تو اس نے پہلا سوال سرجن سے یہ کیا کہ میرے چہرے پر کسی خوف یا اضمحلال کے نشان تو نہیں ہیں جب اسے کہا گیا کہ نہیں تو اس کا چہرہ نور مسرت سے تمتما اٹھا۔ جن لوگوں کو علماء سمیت گرفتار کرکے لاہور کے شاہی قلعہ میں تفتیش کے لئے رکھا گیا' ان کے ساتھ پولیس نے اخلاق باختگی کا سلوک کیا۔ ایک انتہائی ذلیل ڈی ایس پی کو ان پر مامور کیا۔ وہ علماء کو اس قدر فحش و فاش گالیاں دیتا اور عریاں فقرے کستا کہ

خود خوف خدا تھرا رہا تھا

(تحریک ختم نبوت ص ۱۳۷)

تحریک ختم نبوت ۵۳ء میں دہلی دروازہ لاہور کے باہر صبح سے عصر تک جلوس

نکلتے رہے' لوگ دیوانہ وار سینوں پر گولیاں کھا کر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر جان قربان کرتے رہے۔ عصر کے بعد جب جلوس نکلنے بند ہو گئے تو ایک اسی سالہ بوڑھا اپنے معصوم پانچ سالہ بچے کو کندھے پر اٹھا کر لایا۔ باپ نے خود ختم نبوت کا نعرہ لگایا' معصوم بچے نے جو باپ سے سبق پڑھا تھا' اس کے مطابق زندہ باد کا نعرہ لگایا' دو گولیاں آئیں اسی سالہ بوڑھے باپ اور پانچ سالہ معصوم بچے کے سینہ سے شائیں کر کے گزر گئیں۔ دونوں شہید ہو گئے مگر تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر گئے کہ اگر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر مشکل وقت آئے تو مسلمان قوم کے اسی سالہ بوڑھے خمیدہ کمر سے لے کر ۵ سالہ معصوم بچے تک سب جان دے کر اپنے پیارے آقاؐ کی عزت و ناموس کا تحفظ کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اسی تحریک میں کرفیو لگ گیا۔ اذان کے وقت ایک مسلمان کرفیو کی خلاف ورزی کر کے آگے بڑھا' مسجد میں پہنچ کر اذان دی' ابھی اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ دوسرا مسلمان آگے بڑھا۔ اس نے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ تیسرا مسلمان آگے بڑھا ان کی لاشوں پر کھڑا ہو کر اشہد ان محمد رسول اللہ کہا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ چوتھا آدمی بڑھا تینوں کی لاشوں پر کھڑا ہو کر کہا حی علی الصلوۃ کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ پانچواں مسلمان بڑھا۔ غرضیکہ باری باری نو مسلمان شہید ہو گئے مگر اذان پوری کر کے چھوڑی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

مسلمان رسولؐ..... دعوت خدا..... مولانا خلیل احمد قادری مجاہد اسلام مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادریؒ کے فرزند ہیں۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے جو مجاہدانہ کردار ادا کیا' اس سے مجاہدین جنگ یمامہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ وفائے محبوبؐ کے جرم میں آپ کو سزائے موت دی گئی جب یہ خبر آپ کے والد گرامی تک پہنچی جو کراچی جیل میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر علماء کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے تو بہادر بیٹے کے بہادر باپ نے فوراً سجدہ میں سر رکھ دیا اور فرمایا..... "میرے اللہ! ناموس رسالتؐ پر ایک خلیل تو کیا میرے ہزاروں فرزند بھی ہوں تو اسوۂ شبیری پر عمل کرتے ہوئے سب کو قربان کر دوں۔"

مولانا خلیل احمد قادری فرماتے ہیں کہ دوران قید اندھیری کوٹھڑی میں میرے سامنے زہریلا سانپ چھوڑا گیا۔ نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ سارا سارا دن کھڑا رکھا گیا۔ کئی کئی دن کھانا نہ دیا گیا۔ دوران تفتیش گالیوں سے نوازا گیا۔ بھوک اور پیاس کی شدت سے میرے سینے سے درد اٹھتا' اسی لمحہ میں خیال آیا کہ یہاں بھوکا مر رہا ہوں' گھر میں ہوتا تو اپنی پسند کے کھانے کھاتا لیکن دوسرے ہی لمحے ضمیر نے ملامت کی اور صحابہ کرامؓ کی قربانیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔ میں نے سر بسجود ہو کر توبہ کی لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ اندھیرے میں ایک ہاتھ آگے بڑھا اور آواز آئی۔ "شاہ جی یہ لے لو"..... ایک لفافہ مجھے دیا گیا جس میں کچھ پھل اور مٹھائی تھی' میں حیران رہ گیا کہ اتنے سخت پہروں کے باوجود یہ سب کچھ مجھ تک کیسے پہنچ گیا لیکن میرے دل کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ غیبی دعوت جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ملی ہے۔ وہ پھل اور مٹھائی تین روز تک میں استعمال کرتا رہا۔"

اور مرزا قادیانی پکڑا گیا..... قادیانی فتنہ کے سر اٹھاتے ہی جن علماء حق نے نعرہ جہاد بلند کیا اور انگریزی نبوت سے برسرپیکار ہو گئے ان اولین مجاہدین کی فہرست میں مولانا ثناء اللہ امرتسری" کا اسم گرامی نہایت نمایاں ہے۔ مولانا کے تابڑتوڑ حملوں سے انگریزی نبی بوکھلا اٹھا۔ اس مجاہد ختم نبوت نے تحریر و تقریر اور مناظرہ کے میدان میں قادیانیت کو ذلیل و رسوا کیا اور آخر مولانا ہی سے ایک تحریری مباہلہ کے نتیجہ میں مرزا قادیانی ہیضہ کے موذی مرض میں مبتلا ہو کر جہنم واصل ہو گیا۔

مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسری" کو ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک مطبوعہ اشتہار کے ذریعہ مباہلہ کا چیلنج دیا' جس کا عنوان تھا "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" اس میں مرزا قادیانی نے مولانا صاحب کو مخاطب کر کے لکھا!

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ اکثر اوقات اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون اور ہیضہ کے امراض مہلکہ سے۔"

رب ذوالجلال کے باب عدل پر جھوٹے نبی نے خود ہی انصاف کی دستک دے دی۔ پھر کیا تھا رب کائنات نے فیصلہ کر دیا۔ مرزا قادیانی تقریباً ایک سال بعد اپنے منہ مانگے مرض ہیضہ میں مبتلا ہوا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو سوئے دوزخ روانہ ہو گیا جبکہ حق و صداقت کی علامت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مرزا قادیانی کی پر ذلت موت کے بعد تقریباً ۴۰ سال تک زندہ و تابندہ رہے اور قادیانیوں کے خلاف مسلسل جہاد میں مصروف رہے۔

جب بخاریؒ آئے گا..... مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ساری زندگی مجاہدین ختم نبوت کی سرپرستی فرمائی۔ تحریر و تقریر کے ذریعے اس فتنہ کی سرکوبی فرمائی۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ تحفظ ختم نبوت کے سپاہیوں سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ خصوصاً" سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے انتہائی محبت تھی۔ شاہ جی جیل میں ہوتے یا سفرو حضر میں ہمیشہ اپنے احباب سے ان کی خیریت دریافت کرتے رہتے۔ مولانا عبیداللہ انورؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ آپؒ نے فرمایا محشر کا دن ہو گا' رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوں گے۔ صحابہؓ بھی ساتھ ہوں گے۔ بخاریؒ آئے گا۔ حضور نبی کریمؐ معانقہ فرمائیں گے اور کہیں گے بخاریؒ تیری ساری زندگی عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت میں گزری اور کتاب و سنت کی اشاعت میں صرف ہوئی۔ آج میدان حشر میں تیرا شفیع میں ہوں' تیرے لئے کوئی باز پرس نہیں۔ جا اپنے ساتھیوں سمیت جنت میں داخل ہو جا۔ تیرے اور تیری جماعت کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھلے ہیں۔ جس طرف سے چاہو' کھلے بندوں جنت میں داخل ہو سکتے ہو۔

یہ بڑے نصیب کی بات ہے..... قاضی احسان احمدؒ شجاع آبادی! امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے شاگرد ارجمند' مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر' شعلہ بیان خطیب' جرات و شجاعت کا مجسمہ' جو ساری زندگی گلی گلی' کوچہ کوچہ' گاؤں گاؤں اور شہر شہر جا کر قوم کو مسئلہ ختم نبوت سمجھاتا رہا اور قادیانیت کی دھجیاں بکھیرتا رہا۔ ختم نبوت کے اس شیدائی و فدائی کی زندگی کے آخری ایام کا واقعہ پڑھئے اور ختم نبوت کا کام کرنے کی اہمیت و افادیت دیکھئے! شیخ عبدالمجید صاحب سابق میونسپل کمشنر شجاع آباد' جو قاضی صاحبؒ کے ساتھ کافی عرصہ ایک بھائی اور دوست کی حیثیت سے رہے ہیں' بیان کرتے ہیں کہ بیماری کے ابتدائی ایام میں قاضی صاحبؒ نشتر ہسپتال ملتان میں ڈاکٹر عبدالرؤف کے زیر علاج

تھے، دوپہر کا وقت تھا، میں جاگ رہا تھا۔ قاضی صاحب کو نیند آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد کیا سنتا ہوں۔ کہ قاضی صاحب بڑی لجاجت سے کہہ رہے ہیں کہ حضورؐ! میں آپ کی ختم نبوت کی خاطر اتنی بار جیلوں میں گیا ہوں، میں نے ملک کے ذمہ دار حکمرانوں کو قادیانی فتنہ سے آگاہ کیا ہے، حضور! یہ سب کچھ میں نے آپ کی خاطر کیا ہے۔" اس کے تھوڑی دیر بعد درود شریف پڑھنے لگے، میں یہ سمجھا شاید قاضی صاحب کا آخری وقت ہے مگر کچھ دیر بعد وہ خود بخود بیدار ہو گئے۔ ہشاش بشاش تھے درود شریف پڑھ رہے تھے۔ (قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ از قاری نور محمد ص ۵۵۵)

غیرت اقبالؒ..... صاحب زادہ محمد اللہ شاہ استاد مظاہر العلوم سہارن پور بیان کرتے ہیں کہ سید آغا صدر چیف جسٹس ہائیکورٹ نے لاہور کے عمائد اور مشاہیر کو کھانے پر مدعو کیا۔ حضرت علامہ اقبالؒ بھی مدعو تھے، اتفاق سے اس محفل میں جھوٹے نبی کا جھوٹا خلیفہ حکیم نور الدین بھی بلا دعوت آ ٹپکا، جب عاشق رسولؐ علامہ اقبالؒ کی نظر اس کذاب کے منحوس چہرہ پر پڑی تو غیرت ایمانی سے علامہ اقبالؒ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور ماتھے پر شکن چڑھ گئے، فوراً اٹھے اور میزبان کو مخاطب کر کے کہا۔ آغا صاحب! آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ باغی ختم نبوت اور دشمن رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مدعو کیا ہے اور مجھے بھی! اور کہا "میں جاتا ہوں، میں ایسی محفل میں ایک لمحہ بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ حکیم نور الدین چور کی طرح فوراً حالات کو بھانپ گیا اور نو دو گیارہ ہو گیا۔ اس کے بعد میزبان نے علامہ اقبالؒ سے معذرت کی اور کہا میں نے اسے کب بلایا تھا یہ تو خود ہی گھس آیا تھا۔

موت و حیات..... ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا مودودیؒ کو "قادیانی مسئلہ" نامی پمفلٹ لکھنے کی پاداش میں مارشل لاء قوانین کے تحت موت کی سزا سنائی گئی اور پھر بین الاقوامی دباؤ سے گھبراتے ہوئے کہا گیا کہ اگر چاہیں تو سات دن کی اندر اندر کمانڈر انچیف سے رحم کی اپیل کر سکتے ہیں، یہ سن کر مولانا نے باوقار لہجہ میں جواب دیا۔ "مجھے کسی سے کوئی اپیل نہیں کرنی ہے، زندگی اور موت کے فیصلے زمین پر نہیں، آسمان پر ہوتے ہیں، اگر وہاں میری موت کا فیصلہ ہو چکا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔ (تذکرہ سید مودودیؒ) پھانسی کی سزا پر عوامی اور عالمگیر احتجاج کیا گیا۔ جس

پر سزائے موت عمر قید میں بدل گئی اور پھر انتہائی قانونی مجبوری کے تحت ۲ سال ۹ ماہ قید رکھ کر رہا کر دیا گیا۔

کفن بدوش قائد..... جب ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت چلی تو حضرت مولانا سید بنوریؒ تحریک کے امیر اور مولانا محمود احمد رضوی سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔ مولانا یوسف بنوریؒ کے فولادی عزم اور ولولہ انگیز قیادت نے پوری قوم میں جہاد کی روح پھونک دی۔ آپ نے پورے ملک کا طوفانی اور ایمانی دورہ کیا اور مسلمانوں کی رگوں میں خون کی بجائے بجلی دوڑا دی' اور لوگ آپ کے نعرہ جہاد پر لبیک کہتے ہوئے میدان میں کود پڑے۔ جب گھر سے نکلے تو اپنے مدرسہ کے مفتی صاحب کے پاس گئے اور فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب! میں تحریک کی راہنمائی کے لئے جا رہا ہوں اور اپنا کفن بھی ساتھ لے کر جا رہا ہوں پھر کفن نکال کر دکھایا۔ مزید فرمایا کہ مرزائیوں کو اس ملک میں آئین کی رو سے کافر ٹھہراؤں گا یا اپنی جان کا نذرانہ پیش کروں گا۔ واپس گھر جانے کا ارادہ نہیں۔ یہ مدرسہ تمہارے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اس کی حفاظت کرتے رہنا۔ (اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے پوری ملت اسلامیہ کی لاج رکھ لی اور قادیانیوں کو آئین کی رو سے کافر قرار دے دیا گیا)

زندگی..... مجاہد ملت' مرد غازی مولانا عبدالستار خان نیازی کو ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں پروانہ شمع ختم نبوت ہونے کے جرم میں سزائے موت کا حکم دیا۔ جیل میں اور پھر موت کی سزا سن کر مولانا نے جس جرات اور استقامت کا مظاہرہ کیا' وہ عشق رسالتؐ کا ایک روشن باب ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ "جب تحریک ختم نبوت کے مقدمہ کے بعد میری رہائی ہوئی تو پریس والوں نے میری عمر پوچھی اس پر میں نے کہا تھا کہ "میری عمر وہ سات دن اور آٹھ راتیں ہیں جو میں نے ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کی خاطر پھانسی کی کوٹھڑی میں گزار دی ہیں کیونکہ یہی میری زندگی ہے اور باقی شرمندگی۔ مجھے اپنی اس زندگی پر ناز ہے۔"

اگر فیصلہ خلاف ہوا تو.....! جس خوش قسمت انسان نے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز کیا وہ مولانا تاج محمودؒ تھے۔ قادیانی غنڈوں کے ہاتھوں زخموں سے چور طلبہ کی گاڑی جب ربوہ سے فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو مولانا تاج محمودؒ اسلام کے

فرزندوں کے لئے چشم براہ تھے۔ ہزاروں کا مجمع تھا۔ پورا شہر اُمڈ آیا تھا۔ پلیٹ فارم کی دیوار پر چڑھ کر مولانا نے خون میں نہائے ہوئے طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے پرجوش انداز میں کہا "میرے بچو! جب تک تمہارے جسم میں سے بہے ہوئے خون کے ایک ایک قطرہ کا حساب نہیں لیں گے' اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے۔" تحریک طوفان کی صورت پورے ملک میں پھیل گئی' مولانا نے تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے رات دن ایک کر دیا۔ آخر ے ستمبر (فیصلے کا دن) آگیا' مولانا اکابرین کے ساتھ راولپنڈی میں موجود تھے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے۔ مولانا محمد رمضان علوی راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ اسی دن مولانا میرے مکان میں تشریف لائے' بڑے مضطرب تھے' کہنے لگے' تجھے ایک وصیت کرنے آیا ہوں' میری وصیت سن لو آج اگر فیصلہ ہمارے خلاف ہوا تو میری روح قفس عنصری سے یقیناً پرواز کر جائے گی۔ اکابرین راولپنڈی میں جمع ہیں' انہیں اطلاع نہ ہونے دینا۔ میرا جنازہ راتوں رات فیصل آباد پہنچانے کی کوشش کرنا۔ میرے اکلوتے بیٹے طارق محمود کو پہلے فون کر دینا کہ تمہارے باپ کو لا رہا ہوں۔ میرے لخت جگر کو ہر طرح سے تسلی دینا اور میری بچیوں کو صبر کی تلقین کرنا۔ متواتر بولے جا رہے تھے میں نے بمشکل چپ کرایا۔ حوصلہ دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائیں گے۔ ابھی آپ کی بہت ضرورت ہے پھر فرمایا "جہاں میرے آقاؐ کی ناموس کا تحفظ نہ ہو وہاں رہ کر کیا کرنا؟..... نماز مغرب بمشکل نیچے اتر کر مرحوم نے ادا کی۔ میں نے فکر کی وجہ سے کچھ مقوی اشیاء منگوا لیں اور پیش خدمت کیں لیکن کچھ نہ کھایا۔ پھر فرمایا ریڈیو اوپر منگواؤ۔ خبروں کا وقت قریب ہے۔ سوئچ آن کیا' سکوت طاری تھا جیسے ہی مرزائیوں مرتدوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے الفاظ کان میں پڑے' شیر کی طرح اٹھ کر بیٹھ گئے اور رات کو مرکزی جلسہ سے پرجوش خطاب فرمایا۔

بندوقوں کے سائے میں آواز حق..... کنری (سندھ) کو قادیانیوں نے ربوہ ثانی بنا رکھا تھا۔ قادیانی مبلغین پورے علاقہ میں مچھروں کی طرح اڑتے پھرتے تھے۔ سینکڑوں مسلمان مرتد ہو چکے تھے۔ قادیانی زمینداروں اور ان کے پالتو غنڈوں کی وجہ سے مسلمان بے بسی کی زندگی گزار رہے تھے۔ ختم نبوت یا رد قادیانیت پر کچھ بیان کرنا اپنی موت کے پروانہ پر دستخط کرنے کے مترادف تھا۔ مجاہد ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو جب

مسلمانوں کے ان ناگفتہ بہ حالات کا پتہ چلا تو تڑپ اٹھے اور فوراً کنڑی جانے کا ارادہ فرمایا۔ کنڑی پہنچتے ہی جلسہ کا اعلان کر دیا' مسلمان اکٹھے ہو گئے' جلسہ گاہ بھر گئی' پولیس انسپکٹر بھاگا بھاگا مولانا صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا مولانا قادیانی خون خرابہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں آپ کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ برائے مہربانی جلسہ نہ کریں۔ مجاہد ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے بڑے وقار سے جواب دیا' بھائی زندگی اور موت صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مجھے کسی کی حفاظت کی کوئی ضرورت نہیں۔ جلسہ ضرور اور ضرور کروں گا۔ ادھر مولانا تقریر کرنے کے لئے سٹیج پر تشریف لائے' ادھر بیس پچیس قادیانی غنڈے بندوقوں سے مسلح سٹیج پر چڑھ آئے اور سٹیج کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مولانا کو مخاطب کر کے کہا اگر آپ نے مرزا قادیانی کے بارے میں کچھ کہا تو ساری بندوقیں گولیاں اگلیں گی اور آپ کے سینے سے پار ہو جائیں گی۔ مولانا نے بڑی جرات کے ساتھ ان کی دھمکی کو سنا اور پھر بڑی پھرتی کے ساتھ سٹیج سے نیچے اتر گئے اور اپنے ایک دوست کو زندگی کی آخری وصیت لکھوائی۔ بچوں' رشتہ داروں اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے بارے میں باتیں کیں اور پھر جلال میں آتے ہوئے شیر کی طرح جست لگا کر سٹیج پر پہنچ گئے اور قادیانی غنڈوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں مرزا قادیانی کی مرمت کرنے لگا ہوں' تم اپنی بندوقیں سیدھی کر لو۔ محمدؐ عربی کے غلام کا سینہ حاضر ہے۔ دو گھنٹے کی تقریر فرمائی۔ قادیانیت کا پوسٹ مارٹم کیا۔ مرزا قادیانی کی خرافات عوام کو سنائیں لیکن رب العزت کے فضل و کرم سے کسی قادیانی غنڈے کو ہاتھ اٹھانے کی جرات تک نہ ہوئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

فرض کفایہ اور فرض عین..... زین العابدین' مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ شدید بیمار ہو گیا۔ مولانا اپنے لخت جگر کو دوائی دے رہے تھے۔ اس اثناء دروازے پر دستک ہوئی۔ مولانا باہر نکلے تو دیکھا ایک آدمی کھڑا ہے اس نے درخواست کی کہ بالاکوٹ کے مقام پر ایک بدنام زمانہ اور خطرناک قادیانی مبلغ اللہ دتہ گھس آیا ہے اور لوگوں کو اپنے دام فریب میں پھنسا رہا ہے۔ فتنہ پھیلنے کا انتہائی اندیشہ ہے۔ لہٰذا فوراً چلیئے۔ مولانا نے کتابوں کا ایک بیگ اٹھایا اور چل پڑے۔ بیوی نے کہا بچے کی حالت

سخت خراب ہے' فرمایا ضروری کام ہے' میرے جانے کے بعد بچہ مرجائے تو دفن کر دینا ابھی بس میں سوار ہوئے ہی تھے کہ گھر کی طرف سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا آپ کا نور نظر فوت ہو گیا ہے لیکن عاشق رسولؐ نے جواب دیا کہ میرے فرزند کو کفن پہنا کر دفن کر دیں' میں اپنے مشن پر جا رہا ہوں اور فرمایا نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور تحفظ ناموس رسالتؐ فرض عین! وہاں پہنچ کر اس مردود کو اس علاقہ سے ذلیل و خوار کر کے نکالا۔

یہ عشق نہ آسان اتنا ہی سمجھ لیجئے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

ایک بہن کا مکتوب بھائی کے نام..... معروف احراری لیڈر اور مجاہد ختم نبوت مظفر علی شمسیؒ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں دیگر رہنماؤں کے ساتھ گرفتار ہو گئے۔ سید عطاء شاہ بخاریؒ اور دیگر اکابرین کے ساتھ سکھر جیل کی ایک کوٹھڑی میں انہیں بند کر دیا گیا۔ عیدالفطر کا دن تھا' مظفر علی شمسی کی شدید بیمار بہن کا خط بھائی کو جیل میں اسی روز ملتا ہے جسے پڑھ کر آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں۔

"میرے بھیا"

اس امتحان میں آپ کو پریشان کرنا نہیں چاہتی۔ اب قریب المرگ ہوں۔ بخار دامن نہیں چھوڑتا۔ ایک سو چار درجہ حرارت سے گرتا نہیں' کھانسی زوروں پر ہے' محبوب بھائی ڈاکٹر کو لائے تھے۔ ایکسرے میں ٹی بی کی ابتدائی منزل ہے۔ ماں باپ نے مجھے آپ کے سپرد کیا تھا اور اب موت مجھے لئے جا رہی ہے۔ کاش! کہ میرے آخری وقت آپ میرے پاس ہوتے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام پر جو مصائب برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ آپ کو استقلال بخشے اور قیامت کے دن آپ کی قربانی ہمیں دربار رسالتؐ میں سرخرو کرے! آپ بہادری سے قید کاٹیں۔ اگر زندہ رہی تو مل لوں گی۔ ورنہ میری قبر پر تو آپ ضرور آئیں گے۔ سب بچے سلام کہتے ہیں۔ اب ہاتھ میں طاقت نہیں۔ لہٰذا خط ختم کرتی ہوں۔"

بھیا سلام
آپ کی بہن

اس خط سے میرے دل میں ایک ہوک اٹھی' شاہ صاحب" آبدیدہ ہو گئے۔ سب نے عزیزہ کی صحت کے لئے دعا کی۔ اس خط کا مطلب وہی سمجھ سکتا ہے جو وطن سے دور ہو اور پھر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہا ہو۔

یہ فریادیں ہیں مصطفیٰ کے لئے..... آغا شورش کاشمیری"! جو قلم اور زبان کا دھنی تھا لیکن قلم اور زبان دونوں تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف تھے۔ شورش کا نوک قلم قادیانی کلیجوں میں چبھتا اور شورش نوائیوں سے قادیانی کان جلتے۔ شورش کا ہفت روزہ "چٹان" قادیانیت کی یلغار کو روکنے کے لئے چٹان تھا۔

جب ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت چلی' اس وقت مسٹر ذوالفقار علی بھٹو ملک کے وزیراعظم تھے۔ دوران تحریک آغا شورس کاشمیری" اپنے پیارے دوست مولانا تاج محمود" کے ساتھ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو سے ملے' اس ملاقات کی روداد ہفت روزہ "چٹان" ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۹ء میں موجود ہے جو مسٹر بھٹو کی بیان کردہ ہے۔ اس روداد کی تلخیص یوں ہے۔

مسٹر بھٹو کہتے ہیں "شورش اپنے دوست مولانا تاج محمود" کے ساتھ میرے پاس آئے۔ شورش نے چار گھنٹے تک مسئلہ ختم نبوت اور قادیانیوں کے پاکستان کے بارے میں عقائد و عزائم پر گفتگو کی۔ دوران گفتگو شورش نے ایک عجیب حرکت کی۔ شورش نے باتوں کے دوران انتہائی جذباتی ہو کر میرے پاؤں پکڑ لئے۔ شورش جیسے بہادر اور شجاع آدمی کو ایسی حالت میں دیکھ کر میں لرز اٹھا' شورش کی عظمت کو دیکھ کر میں نے اسے اٹھا کر گلے سے لگا لیا۔ مگر وہ ہاتھ ملا کر پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا:

"بھٹو صاحب! ہم جیسی ذلیل قوم کسی ملک نے آج تک پیدا نہیں کی ہو گی' ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاج و تخت ختم نبوت کی حفاظت نہ کر سکے پھر شورش نے روتے ہوئے میرے سامنے اپنی جھولی پھیلا کر کہا' بھٹو صاحب! میں آپ سے اپنے اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم المرسلینی کی بھیک مانگتا ہوں۔ آپ میری زندگی کی تمام خدمات اور نیکیاں لے لیں' میں خدا کے حضور خالی ہاتھ چلا جاؤں گا۔ خدا کے لئے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کر دیجئے' اسے میری جھولی نہ سمجھئے بلکہ فاطمہؓ بنت محمدؐ کی جھولی سمجھ لیجئے"۔

اب اس سے زیادہ مجھ میں کچھ سننے کی تاب نہ تھی۔ میرے بدن میں ایک جھرجھری سی آگئی..... میں نے شورش سے وعدہ کر لیا کہ میں قادیانی مسئلہ ضرور بالضرور حل کروں گا"۔

آرزوئے شہادت..... مولانا امین گیلانی اسلاف کی یادگار ہیں' شاعر ختم نبوت ہیں' بڑھاپے میں قدم رکھ چکے ہیں لیکن آواز جوان اور جذبات گرم ہیں اور آج بھی اپنی آواز سے لوگوں کے جذبات کو گرما رہے ہیں۔ اپنی کتاب "عجیب و غریب واقعات" میں اپنی زندگی کا ایک واقعہ رقم کرتے ہیں۔ پڑھیئے اور اپنے بزرگوں کی جرات و شجاعت کے کارنامے دیکھئے۔

جنرل اعظم کے حکم سے لاہور میں کشتوں کے پشتے لگ رہے تھے' تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اپنے جوبن پر تھی۔ پولیس مجھے اور بہت سے میرے ساتھیوں کو ہتھکڑیاں پہنا کر قیدیوں کی بس میں بٹھا کر شیخوپورہ سے لاہور کی طرف روانہ ہو گئی' اسیران ختم نبوت بس میں نعرے لگاتے ہوئے جب لاہور کی حدود میں داخل ہوئے تو ملٹری نے بس روک لی اور سب انسپکٹر کو نیچے اترنے کا حکم دیا' ایک ملٹری آفیسر نے اس سے چابی لے کر بس کا دروازہ کھول دیا اور بڑے رعب و جلال سے گرجا' تمہیں معلوم نہیں نعرے لگانے والے کو گولی مارنے کا حکم ہے' کون نعرے لگاتا تھا؟ اس اچانک صورت حال سے سب پر ایک سکوت سا طاری ہو گیا۔ معاً" میرا ہاشمی خون کھول اٹھا' میں نے تن کر کہا "میں لگاتا تھا" اس نے بندوق میرے سینے پر تان کر کہا "اچھا اب لگاؤ نعرہ" میں نے پرجوش انداز سے نعرہ لگایا "میرا کالی کملی والا" سب نے باآواز بلند جواب دیا۔ "زندہ باد" اس کی بندوق کی نالی نیچے ڈھلک گئی۔ منہ پھیر کر کہا "ہاں وہ تو زندہ باد ہی ہے" اور بس سے اتر گیا ایسا معلوم ہوا جنت جھلک دکھا کر اوجھل ہو گئی پھر اس نے سب انسپکٹر سے کچھ کہا۔ اس نے بس کا دروازہ مقفل کر دیا۔ چند منٹوں کے بعد ہم بورسٹل جیل لاہور میں تھے۔"

پھولوں کی بارش..... عظیم مجاہد ختم نبوت اور بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر مولانا سید شمس الدین کو قادیانیوں نے ایک بھیانک سازش کے تحت شہید کروایا۔ اس شہید مصطفیٰ کے جسم اطہر سے بہنے والا خون جن افراد کے ہاتھوں کو لگ گیا' ان کے ہاتھوں سے کئی

دن خوشبو آتی رہی اور جب انہیں دفن کر دیا گیا تو یکایک آسمان سے پھول برسنے لگے۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید قریبی باغ سے ہوا کے ساتھ بادام کے درختوں کے پھول اڑ کر آ رہے ہیں لیکن جب ان پھولوں کا موازنہ کیا گیا تو قطعی مختلف تھے..... لوگوں نے اسے شہید کی کرامت قرار دیا۔

نجات آخرت: ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت اسلام اور مرزائیت کی ایک زبردست ٹکر تھی۔ یہ ٹکراؤ سڑکوں پر بھی ہوا اور میدانوں میں بھی لیکن اس معرکہ حق باطل کا فیصلہ کن راؤنڈ قومی اسمبلی میں لڑا گیا' مرزائیت کی طرف سے قادیانی پیشوا مرزا ناصر ذلیل بن کر آیا اور اہل اسلام کی طرف سے جو شخص سپہ سالار بن کر آیا' وہ صاحب مقام محمود صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عزت و ناموس و ختم نبوت کا محافظ مفتی محمودؒ تھے' جن کے ایمانی اور حقانی دلائل کے سیلاب کے سامنے مرزا ناصر خس و خاشاک کی طرح بہہ گیا اور پاکستان کی منتخب قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو متفقہ طور پر کافر قرار دے دیا۔ اس فرزند اسلام کی وفات کے بعد ان کے ایک عقیدت مند نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حضرت کیسی گزری۔ آپ نے فرمایا "ساری زندگی قرآن و حدیث کی تبلیغ میں گزری' اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کوشش و کاوش کی۔ وہ سب اللہ رب العزت کے ہاں بحمدہ تعالیٰ قبول ہوئیں۔ مگر نجات اس محنت کی وجہ سے ہوئی' جو قومی اسمبلی میں مسئلہ ختم نبوت کے لئے کی تھی۔ ختم نبوت کی خدمت کے صدقہ اللہ تعالیٰ نے بخشش فرما دی۔

("ایمان پرور یادیں" ص ۴۵ از مولانا اللہ وسایا)

دل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: خطیب اسلام مولانا محمد اجمل خان عہد حاضر میں عہد رفتہ کے مسلمانوں کی درخشاں روایات کے امین ہیں۔ اس دور میں اگر کسی نے میدان خطابت کے شہسوار اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خطابت کی جھلک دیکھنی ہو تو وہ مولانا کی خطابت کی جولانی' روانی' طغیانی' شعلہ بیانی اور گل فشانی کو دیکھے۔ مولانا کی تقریر کا ہر ہر جملہ وادی دل کے لئے باد بہار کا ٹھنڈا جھونکا ہوتا ہے جس کی خوشبو سے قلب و دماغ معطر ہو جاتے ہیں۔ دین محمدیؐ کے اس سپاہی اور فدائی کا عشق خاتم النبیینؐ میں ڈوبا ہوا ایک ایمان پرور واقعہ ہدیہ قارئین ہے۔ "ربوہ میں سالانہ

ختم نبوت کانفرنس سے چند روز قبل آپ کو دل کا شدید دورہ پڑا۔ کمزوری اور نقاہت سے اٹھا نہ جاتا تھا۔ احباب نے کانفرنس میں جانے سے روکا لیکن آپ نے دو ٹوک الفاظ میں فرمایا۔ جان جاتی ہے تو جائے' میں ضرور بالضرور جاؤں گا۔ کانفرنس میں سٹیج پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ مجھے بیماری نے اپنے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ دوستوں نے کہا نہ جاؤ لیکن مجھے فخرالمحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ یاد آگئے۔ شدید بیماری میں شاہ صاحب ڈابھیل سے بہاولپور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے وکیل بن کر آئے تھے۔ میں بھی کانفرنس میں لاہور سے "ربوہ" اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا وکیل بن کر آیا ہوں۔ شاہ صاحب نے کہا تھا میرے نامہ اعمال میں کچھ نہیں' میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شفیع بنانے کے لئے بہاولپور آیا ہوں۔ میرے بھی دفتر اعمال میں کچھ نہیں' میں بھی شفاعت محمدیؐ حاصل کرنے کے لئے ربوہ "صدیق آباد" آیا ہوں۔ پھر فرمایا' گھر سے چلا تو میرے بیمار دل نے میرے قدم روکے۔ لیکن اچانک مجھے گنبد خضرا میں تڑپتا ہوا دل مصطفیٰ یاد آیا۔ میں نے کہا میرا دل دھڑکے یا نہ دھڑکے لیکن میرے آقاؐ کا دل نہ تڑپے۔ میرے کروڑوں دل و جان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان!"

عظیم وظیفہ: ایک ہستی جس نے ہمیشہ مجاہدین ختم نبوت کے سروں پر اپنا دست شفقت رکھا' جس نے راتوں کو سجدوں میں سر رکھ کر اور گریہ و زاری کر کے کارکنان ختم نبوت کی کامیابی و کامرانی کے لئے دعائیں کیں' جس کی ہر مجلس میں ختم نبوت کا ذکر ہوتا اور وہ اپنے ہزاروں مریدوں کو قادیانیت سے برسرپیکار ہونے کا حکم دیتا۔ اس کی سوچ تحفظ ختم نبوت پر نثار اور اس کا سراپا قادیانیت کے لئے للکار' اس محافظ ختم نبوت کا اسم گرامی شیخ المشائخ امام الاولیاء حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ہے' عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو میں رچا بسا' ان کا درج ذیل واقعہ پڑھئے اور تحفظ نبوت کے کام کی اہمیت و افادیت دیکھ کر قادیانیت کے خلاف میدان جہاد میں کود جائیے۔

"مولانا لال حسین اخترؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور حضرت سے کوئی وظیفہ پوچھا' فرمایا۔ ختم نبوت کا مسئلہ بیان کرتے رہو' یہی وظیفہ ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد میں پھر حاضر خدمت ہوا اور

حضرت سے پھر درخواست کی کہ مجھے کوئی وظیفہ بتایئے۔ آپ نے فرمایا۔ ختم نبوت کا کام کرتے رہو۔ ختم نبوت کی حفاظت سب سے بڑا وظیفہ ہے۔ (ہفت روزہ ختم نبوت۔ ۲۶ اپریل ۱۹۸۵ء)

اے شفاعت محمدؐ کے طلب گارو! تم نے کبھی سوچا؟ کبھی تم نے فکر کیا؟ کبھی تم نے دھیان دیا کہ آج اس عظیم ترین نبیؐ کی عظیم ترین نبوت پر قادیانی بھونک رہے ہیں۔ پیارے نبیؐ کی دستار ختم نبوت پر قادیانی گدھیں حملے کر رہی ہیں۔ قادیان کے ایک چمگادڑ مرزا قادیانی جہنم مکانی رحمتہ العالمین (معاذ اللہ) بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کی بکواس کو حدیث مصطفیؐ کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ (معاذ اللہ) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کرتے ہوئے اس ذلیل زمان کے ۹۹ صفاتی نام رکھے گئے ہیں۔ (معاذ اللہ) اس ننگ انسانیت پر یہ قادیانی الو درود و سلام بھیجتے ہیں۔ (معاذ اللہ) اس بدمعاش کی عیاش بیویوں کو امہات المومنین کے نام سے متعارف کرایا جا رہا ہے (معاذ اللہ) اس معلون خلقت کے شرابی ساتھیوں کو صحابی کہا جا رہا ہے (معاذ اللہ) دنیا میں اس متھور کو مشہور کیا جا رہا ہے۔ اس آلام زماں کو امام زماں کا نام دیا جا رہا ہے۔ اس شیطان کو سب سے اعلیٰ انسان بنایا جا رہا ہے اس قبیح کو مسیح بنایا جا رہا ہے۔ اس غبی کو نبی بنایا جا رہا ہے۔ اس نامعقول کو رسول بنایا جا رہا ہے۔ اور اس کفرگر کو پیغمبر بنایا جا رہا ہے۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے! قادیانیوں کی زبان پلید سے توہین رسالت سن کر تیری رگ حمیت کیوں نہیں پھڑکتی؟ قادیانی مرتدوں کو اسلام کی فصل برباد کرتے ہوئے دیکھ کر خاموش تماشائی کیوں ہے؟ ہر قادیانی کی خدائی پھٹکار شدہ صورت دیکھ کر تو غصہ و جلال میں کیوں نہیں آتا؟

قادیانی گستاخ رسولؐ کی دکان سے سودا خریدتے وقت تیرا عشق رسولؐ کہاں رہ جاتا ہے؟ بدنام زمانہ قادیانی مشروب ساز فیکٹری شیزان کی بوتل پیتے وقت اور اس کا جام جیلی، اچار اور چٹنی وغیرہ کھاتے وقت تیری زبان کیوں نہیں رکتی۔ تیرا گلا کیوں بند نہیں ہوتا؟ اور تجھے قے کیوں نہیں آتی؟ اے مسلمان جب تو قادیانیوں سے گلے ملتا ہے تو گنبد خضراء میں دل مصطفیؐ دکھتا ہے۔

لیکن قادیانیو! سن لو، رب العزت کا لطف و کرم ہے کہ آج کے اس مادہ پرستی

کے دور میں' آج کے اس نفسا نفسی کے عالم میں بھی' نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آواز دی جاتی ہے تو شمع ختم نبوت کے پروانے اُمڈ اُمڈ کر آتے ہیں اور اپنے خون ناب کے ساتھ عشق مصطفیٰؐ کے رخشندہ باب رقم کر جاتے ہیں۔ نبی کی حرمت پر کٹ مرنا اپنا مقصد حیات سمجھتے ہیں اور نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر شہید ہو جانا باعث نجات سمجھتے ہیں۔ ختم نبوت کے باغیو! ہم گستاخ رسولؐ کو اس دھرتی پر زندہ نہیں رہنے دیں گے۔ ہم تم پر صدیق اکبرؓ کا قہر بن کر گریں گے۔ تم پر فاروق اعظمؓ کا جلال بن کر گریں گے اور تمہیں جلا کر خاک سیاہ کر دیں گے۔ ہم خالدؓ کی شمشیر لے کر نکلیں گے۔ ہم وحشیؓ کا نیزہ لے کر آئیں گے۔ ہم معاذؓ معوذؓ کا جذبہ لے کر تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ شہدائے یمامہ کی داستان عشق و وفا کو دہرائیں گے۔ ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائیں گے۔ عالم کی فضاؤں میں "لا نبی بعدی" کا پرچم لہرائیں گے۔ پیر مہر علی شاہؒ کی محبت کے چراغ جلائیں گے' سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی جرات کے گیت گائیں گے' ابو الحسنات شاہ کی محبت رسولؐ کے قصے دنیا کو سنائیں گے۔ باغیان ختم نبوت کو خشکی سے بھگائیں گے اور پھر انہیں پکڑ کر جہاز میں لاد کر بحر اوقیانوس کی گہرائیوں میں غرق کر کے ہمیشہ کے لئے ان کا نام و نشان مٹائیں گے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ انہیں جہنم کے دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے۔ (انشاء اللہ)

توجہ طلب

قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ اس قسم کا کوئی واقعہ جو آپ نے دیکھا ہو۔ پڑھا ہوا ہو' سنا ہو یا پیش آیا ہو۔ براہ کرم ثبوت کے ساتھ تفصیلاً" ارسال فرمائیں تاکہ کتاب کے آئندہ ایڈیشن میں شامل اشاعت کیا جا سکے۔ شکریہ